۱۸۹۳
Accession No.
حسب فرمائش نامی پریس لکھنؤ بماہ اگست ۱۸۹۳ عیسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بس حملہ شاہی دہ خسروان | کردن نظم رستم کی ہین دا

رفتن کاؤس شاہ و رستم پہلوان بعزم جنگ با سہراب

درخشان ہوا جبکہ ماہ منیر | تو کاؤس سلطان آفاق گیر
دلیران ایران کو کرکے طلب | یہ بولا کہ تابع ہو رستم کے سب
یل پیلتن با سپاہ گران | ہوا سوے سہراب وان سے روان
چھپا گرد لشکر سے رخسار روز | نہان ہو گیا مہر گیتی فروز
جو پہونچا وہ نزدیک حصن متین | تو لشکر ہوا وان اقامت گزین
گیا پھر وہان شاہ کاؤس بھی | گئے گیو گودرز اور طوس بھی
جو سہراب نے قلعہ سے کی نگاہ | تو دیکھا کہ ہے بیکران یہ سپاہ

پہ سہراب لوگون سے کہنے لگا | کوئی آکے جاسوس کاؤس کا
خود اپنی دکھلا گیا اب یہان | خبر لے گیا آن کر بے گمان
عوض زندہ کا صبحدم جا کے اون | کرون ایک لشکر کو مین غرق خون
چھوڑون سحر زندہ کاؤس کو | ملاؤن تہ خاک و خون طوس کو
زبان پر تھا سہراب کے یہ سخن | ادھر شام سے رستم پیلتن
یہ کہتا تھا اے بادشاہ جہان | کرون کیا مین سہراب کا اب بیان
جوان ہے قوی ہیکل و زورمند | قد اوسکا ہے مانند نخل بلند
تکلف نہین اسمین کچھ زینہار | بعینہ ہے ہمشکل سام سوار
یہ چاہے ہے اب چرخ فیروزہ رنگ | پدر اور پسر مین ہم ہووے جنگ
سنی اور دیکھی بہت رزم بزم | پر اب دیکھئے سہراب و رستم کی جنگ

داستان جستن سہراب نشان رستم از ہجیر
و پہلوانان و بارمان و نیافتن سراغ

کہا پھر یہ سہراب نے ہو کہاں / سراپردۂ رستم پہلوان
دستکر دیا اوسنے پاسخ وہین / کہ وہ زابلستان سے آیا نہین
کہا پھر یہ اوسنے رہ لطف سے / اکہ بتلا نشان تہمتن مجھے
تو ہو قید سے تا کہ جلدی رہا / کروں تجھپہ مصروف لطف و عطا
جواب اوسنے اوسکو دیا پھر وہی / جو پہلے کہا تھا کہا پھر وہی
ہوا پھر وہ تند اور کہا ای ہجیر / نہین یہ تری بات کچھ دلپذیر
اگر چاہتی خیر چاہے ہے تو / تو کہہ راستی اب مرے روبرو
تہمتن کا خیمہ بھی ہوگا مگر / تو نہ ہار اب مجھسے پنہان نکر
کروں ورنہ تن سے ترا سر جدا / کروں قید ہستی سے تجھکو رہا
کیا اوسنے پر اوس سے انکار صاف / وہ لایا نہ باہر یہ گفتار صاف
کہ کیا ہی یہ تندی و قہر و غضب / عبث ہی مرے ساتھ یہ کینہ اب
تہمتن کی مجھکو خبر کچھ نہین / تو کھینچے ہے کسواسطے تیغ کین
یہی چین ہے تو بہانہ ہے کیا / مرے تن سے کر شوق سے سر جدا

بہم ضرب پر ضرب تھی بید ریغ — شکستہ ہوئی آخر کار تیغ
لیا ہاتھ پر پھر عمود گران — گرے اسقدر ہر دو جنگ آوران
کہ حیران رہا دیکھ چرخ کبود — ہوئے آخرش کج سراسر عمود
ہوئی پارہ پارہ زرہ یک قلم — رہا پھر نہ زنہار گھوڑوں میں دم
عرق میں ہوا تر سراپا بدن — ہوئے خشک یکدست کام دہن
جداگانہ پھر دونوں استادہ ہو — وہ سہراب اور رستم نامجو
برابر راست کرنے لگے اپنا دم — ولیکن نہ کینہ ہوا دل سے کم
تہمتن یہی دل میں کہنے لگا — کہ اس قدرت و قوت و زور کا
نہ از تہار دیکھا جہان میں بشر — نہ ہرگز کوئی دیو آیا نظر
پھر اتنے میں سہراب نے یوں کہا — کہ تیر و کمان سے ہو جنگ آزما
بہم دونوں لیکر کمان و خدنگ — دلیران جنگی لگے کرنے جنگ
ہوئے دم میں ترکش تہی سربسر — ہوا پر نہ اک تیر بھی کارگر
پکڑ کر کمر پھر اگر بعد ازان — لگے زور کرنے وہ دو نوجوان

تو جنگ دلیران سے واقف نہیں
ذرا صبر کر شکو آج اے جوان
سوا اسکے گر اب ہی خواہان جنگ
اوسے بھی نہ تھی رزم کی تاب ہر
وہان سے وہ سہراب جس دم گیا
تہمتن کو شہ نے کیا پھر طلب
وہ بولا کہ اے شاہ فرخ خصال
تن اوسکا ہی آہن سے بھی سخت تر
اثر اوسپہ کرتا نہیں زینہار
تسلی اوسے دے کے شہ نے کہا
شہنشہ سے رخصت ہوا پیلتن
کہ سہراب ہر چند ہی خردسال
خدا جانے کیا پیش آوے سحر

جبش ہی یہ بیباکی و بغض و کین
سحر تو ہے اور میرا گرز گران
تو پھر ہو مقابل مرے بیدرنگ
گیا اپنے لشکر میں سہراب پھر
سرا پردے میں اپنے رستم گیا
جب آیا تو پوچھا وہ احوال سب
بڑا ہی دلاور ہے یہ خردسال
موثر نہیں جسپہ تیغ و تبر
مرا اوسکا بازو دم کارزار
کریگا ظفر یاب تجکو خدا
زوارہ سے جا کر کہا یہ سخن
وہے اوسکو ہی زور و قوت کمال
نہ ہے بخت گر ہم قرین ہو ظفر

ولیکن یہ رستم نہیں زینہار	یقین جان تو اے پل نامدار
نہ سمجھا یہ کہ راست گفتار ہے	ہمارا ہوا خواہ و غمخوار ہے

جنگ رستم و سہراب بروز دوم

و زیر آمدن رستم در کشتی

ہوا مہر تاباں جو پرتو فگن	تو سہراب اور رستم پیلتن
پہن گرز و رخش پہ ہو سوار	گئے سوے میدان پے کارزار
وہ لے ترم سہراب کا دل ہوا	سو الفت و مہر مائل ہوا
تہمتن سے پہلے ہوا صلح جو	کہا وہ ہیں ہنس کہ اے تند خو
مصمم کیا تو نے اب لمیں کیا	ارادہ لڑائی کا یا صلح کا
یہ بہتر ہے ہم تم ہوں نزدم خواہ	کریں آستی اور شام و پگاہ
بہم محفل آرا و مے نوش ہوں	بہ آہنگ نے وہی طرب کوش ہوں

یہ کہکر وہ دونوں یل نامدار
لگے کرنے کشتی کے فن آشکار

گیا زور رستم نے وان حد سی بیش
گیا آگے سہراب کے کچھ نہ پیش

ہوا وہ خروشندہ چون پیل مست
گیا زور سے اوسنے رستم کو پست

جو کھینچا پکڑ کر کمر بند کو
تو سنبھلا نہ پھر رستم نامجو

زمین سے بہم پشت رستم ہوئی
خرابی بہ تیغ پر خشم ہوئی

گرا خاک پر جب یل نامور
تو سہراب بیٹھا اوسین سینہ پر

لیا کھینچ پھر خنجر آب گون
یہ چاہا کہ اوسکو کرے غرق خون

کیا حیلہ رستم نے اوسوقت ان
لگا کہنے سہراب سے ایجوان

یہان کے یہ آئین نہین زینہار
کرے زیر جسکو کوئی ایک بار

تو سر کو کرے اوسکے تن سے جدا
مگر ہو وگر بار زور آزما

اوسے قوت و زور سے لاوے زیر
کرے شوق سی قتل پھر وہ دلیر

یہ سنکر وہ اوسکے اوٹھا سینے سے
غرض ہاتھ اوٹھایا وہین کینے سے

گیا پھر وہ سہراب فرخ نہاد
طرف اپنے لشکر کے خندان و شاد

داستان کشته شدن سهراب بدست رستم بروز دگر و نوحه کردن رستم

اگر زندہ رہتا تو ہمرا ایک پر | مراعات کرتا مین شام و سحر
پدر بعد میرے مدارا کرے | تلطف مدام آشکارا کرے
جگر خستہ نے جو کہ اوسدم کہا | تہمتن نے یکسر پذیرا کیا
کہا پھر یہ رستم نے گودرز کو | کہ جا کر حضور شہ نامجو
جو ہی خاص تر نوشدارو وہ لا | مگر اوس سے چارہ ہو سہراب کا
وہین آکے پیش شہ نامدار | ہوا نوشدارو کا وہ خواستگار
لگا کہنے سنکر یہ شاہ جہان | مہیا ہی وہ نوشدارو یہان
کہ جس سے ہو سہراب بہتر درست | توانا و زور آور و چاق و چست
پر اے پیر مرد خجستہ صفات | مجھے ہی یاد رستم کی اوس روز بات
کہ کیا کیا مجھے نا ملائم کہا | زبان پر جو آیا وہ اوسدم کہا
کیا سرکشی سے نہ پاس ادب | وہ رستم دی ہاتھ سے اوس نے سب
سخنہائے دشوار کہہ گیا | اوسے قید کوئی نہ بیان کر سکا
سوا اسکے سہراب کی گفتگو | سُنی خوب تجھ نے وہ وقت ہی تو

ہوا وہ جو ماتم مین پیر و جوان
خروشان و گریان و نالہ کنان

گیا شاہ کاؤس رستم کے پاس
جو دیکھا تو وہ بھی بہت بیحواس

کہا سخت ماتم ہے اور قہر درد
دیے کچھ نہین چارہ ای نیکمرد

ہر اک کو ہے آخر یہی رہگذر
کوئی دیر جاوے کوئی زود تر

سمجھ اب تو دانا و ہشیار ہے
شکیبائی و صبر درکار ہے

کیا عرض رستم نے ای تاجدار
ہوا سو ہوا کچھ نہین اختیار

دیے یہ وصیت ہی سہراب کی
کہ ترکون پہ کیجیو نہ لشکرکشی

یہی عرض کرتا ہون اب بار بار
یہ لطف و کرم کا ہون امیدوار

کہ توران کی حرمت رکھو تم نگاہ
نہ ہووے پراگندہ اوسکی سپاہ

کرو رخصت اوسکو بعز و وقار
یہ سنکر لگا کہنے یون شہریار

ہوا اب جو تجھپر یہ رنج و الم
تو میرے بھی دل کو ہوا درد و غم

پذیرا کیا مین نے تیرا سخن
مجھے پاس خاطر ہے ای پیلتن

کرین مجھسے گو ترک اب سرکشی
کرون مین نہ زنہار لشکرکشی

لیا کھینچ مردم نے پھر دوڑ کر
ولیکن چلے سر بسر ہوسے سر

تن نازنین بھی ہوا داغ داغ
جہان اوسکی نظروں میں تھا بے چراغ

لگی باپ سے کہنے اے نامجو
کیا قتل رستم نے سہراب کو

سوسیستان پہنچ جلدی سیاہ
تہمتن سے چلکر تو ہو کینہ خواہ

کہا اوسنے اے دختر نازنین
سپہ اپنی رستم کے ہمسر نہین

دیا شاہ نے جب وسے یہ جواب
تو پھر دلمین کھاکر بہت پیچ و تاب

گئی آپ تہمینہ لیکر سپاہ
سوسیستان بادل کینہ خواہ

قریب آنکر اوسنے اک پہلوان
روانہ کیا اور کہا یون کہ ہان

تہمتن سے جاکر تو کہہ یہ سخن
کہ تہمینہ آپہونچی اے پیلتن

وہ لائی ہی ساتھ اپنے فوج گران
دلیران و گردان جنگ آوران

لڑے ہے یہی دلمین لب عزم جزم
کرے سر کو تیرے قلم وقت رزم

فرستادہ پیش تہمتن گیا
شناسا تھا جو اوسنے وہ ملکیر کیا

یہ سنکر سراسیمہ رستم ہوا
پشیمان بہت دلمین وسدم ہوا